بلاک

۱

پیش لفظ

پہلا بلاک اردو زبان کی پہچان کے بارے میں ہے۔ اس میں چار اکائیاں ہیں ہر اکائی میں تقریباً پانچ ہزار لفظ ہیں اور کوئی ڈیڑھ ہزار الفاظ کی مشقیں اور سوالات ہیں ان میں ہر اکائی زبان کے کسی نہ کسی اہم پہلو پر ہے۔

پہلی اکائی اردو زبان کی پہچان کے بارے میں ہے یعنی لکھاوٹ، الفاظ کے خزانے اور قواعد کے اعتبار سے اردو کی پہچان کیا ہے۔ آپ کو اس اکائی کو پڑھتے وقت اندازہ ہوگا کہ ہر لفظ کے سلسلے کتنی دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔

دوسری اکائی لفظوں کی بناوٹ کے بارے میں ہے۔ روزنئی ضرورتیں پیش آتی رہتی ہیں اور ہر نئی ضرورت نیا لفظ ساتھ لاتی ہے یہ نئے لفظ کبھی کبھی پرانے لفظوں کے آگے یا پیچھے کچھ بڑھا کر بھی بنا لیے جاتے ہیں اس اکائی میں انہیں سابقوں اور لاحقوں سے بننے والے لفظوں کا ذکر کیا گیا ہے آپ انہیں خود بھی بنا سکیں گے۔

تیسری اکائی لفظوں کے باہمی رشتوں کے بارے میں ہے۔ آپ نے

دیکھا ہوگا کہ بعض لفظ ایک دوسرے کے قریب اور ہم معنی ہوتے ہیں۔ بعض ایک دوسرے کے بالکل مخالف، جیسے رات اور دن، صبح اور شام، تیسری اکائی میں انہیں کا بیان ہے۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ جس کے پاس الفاظ کا زیادہ سرمایہ ہوتا ہے اس کے پاس قوّت بھی زیادہ ہوتی ہے یہ الفاظ آپ کی قوّت بڑھائیں گے اور آپ میں زیادہ بھروسہ اور اعتماد پیدا کریں گے۔

چوتھی اکائی ہے اصنافِ ادب کی۔ زبان ادب میں برتی جاتی ہے اور ادب کی بہت سی قسمیں ہیں۔ نثر کی بھی اور نظم کی بھی۔ اس اکائی میں انہیں کی پہچان کرائی گئی ہے۔

اِس بلاک کی سبھی اکائیاں پڑھ لینے کے بعد آپ اردو زبان اور ادب کے بنیادی ڈھانچے سے واقف ہو جائیں گے اور ان کی پہچاننے ہی کے نہیں، اس کو بہتر طریقے پر برتنے کے قابل بھی ہو جائیں گے۔

ایک بات البتہ یاد رکھنے کی ہے:

یہ ساری اکائیاں آپ خود بغیر کسی استاد کی مدد کے پڑھ رہے ہیں، دوسرے معنوں میں یوں کہیے کہ آپ خود اپنے استاد ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ استاد کی طرح اپنے کان کھینچیں مگر اتنا ضرور یاد دلا دیں کہ آپ کی ذمّہ داری طالب علم کی بھی ہے اور استاد کی بھی۔ جتنی مشقیں دی گئی ہیں وہ پوری محنت اور دیانت داری ہی سے نہیں پوری دلچسپی سے کر لیں تاکہ جو باتیں ان اکائیوں میں بتائی گئی ہیں وہ آپ کے ذہن نشین ہو جائیں 'اپنا امتحان خود لیجیے' کی مشقیں کرنے کے بعد جوابات آخر میں دیکھ لیں۔

ہر اکائی کو دو حصّوں میں بانٹ دیا گیا ہے یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ آپ دوسرے حصّے تک پہنچتے پہنچتے پہلا حصّہ بھول نہ جائیں۔ ان سبھی حصّوں میں ہی نہیں سبھی اکائیوں میں بھی باہمی ربط ہے اور یہ ایک دوسرے سے جُڑی ہوئی ہیں بار بار آپ کو پیچھے کی اکائیوں سے رجوع کرنا پڑے گا اس کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ دراصل علم خود ہی ایک اکائی ہے۔

اکائی ۱ : اردو کی پہچان

ترتیب

۱-۰ مقاصد
۱-۱ دیباچہ
۱-۲ زبان کیا ہے
۱-۲-۱ لکھاوٹ
۱-۲-۲ لفظوں کا خزانہ
۱-۲-۳ قواعد یا گرامر
اپنا امتحان خود لیجیے I
۱-۳ اردو زبان کیا ہے
۱-۳-۱ لکھاوٹ، رسم خط اور املا
مشق I
۱-۳-۲ لفظوں کا خزانہ
اپنا امتحان خود لیجیے II
۱-۳-۳ قواعد یا گرامر
۱-۴ اردو زبان کی ادبی روایت
مشق II
۱-۵ خلاصۂ بحث
جوابات
مزید مطالعے کے لیے

۱-۰ مقاصد

۱. اس اکائی کا مقصد
۲- اردو زبان کی پہچان کرانا
۳- اردو زبان کی خصوصیات کی طرف دھیان دلانا۔

تاکہ اردو لکھتے اور پڑھتے وقت آپ صحیح اردو کا معیار سامنے رکھ سکیں۔

یوں تو اردو زبان کی خاص باتیں بہت سی ہیں۔ یہاں صرف گرامر کے ڈھانچے، لفظوں کے ذخیرے اور لکھاوٹ کے طریقے یعنی رسم خط ہی کو بنیادی مانا گیا ہے اور انہیں سے بحث کی گئی ہے۔ اس اکائی کو ختم کرنے کے بعد آپ ان تینوں باتوں کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کر سکیں گے اور صحیح اردو لکھ سکیں گے۔ یہی ہمارا مقصد ہے۔

۱-۱۔ دیباچہ

چاہے آپ سائنس پڑھتے ہوں یا جغرافیہ، تاریخ پڑھتے ہوں یا اقتصادیات اور کامرس۔ ہر مضمون میں آپ کو بہت کچھ سیکھنا اور پڑھنا ہوتا ہے اور پھر جو کچھ آپ نے پڑھا اور سیکھا ہے اسے بیان کرنا ہوتا ہے۔ بیان کرنے یا بتانے کے لیے کسی نہ کسی زبان کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ یہ زبان مادری زبان سے بہتر نہیں ہو سکتی یا پھر کوئی ایسی زبان ہو جسے آپ نے خود اپنی دوسری زبان مان لیا ہو۔

اس لیے زبان سے مناسب حد تک واقف ہونا اور اسے جاننا اور ٹھیک ٹھیک برتنا ہر مضمون کے طالب علم کے لیے ضروری ہے بلکہ ہر انسان کے لیے ضروری ہے۔ جس زبان کو آپ جانتے اور بولتے ہیں اس کو پہچاننا اور اس کی خصوصیات کو جاننا ضروری ہے کیونکہ آپ جو کچھ بولتے ہیں اکثر اسی سے پہچانے جاتے ہیں۔ زبان خود آپ کی پہچان ہے۔

۱-۲۔ زبان کیا ہے؟

اب آپ اس سبق کے لیے تیار ہیں۔ صبح کا وقت ہے دھوپ کھلی ہوئی ہے موسم نہ زیادہ گرم ہے نہ زیادہ ٹھنڈا۔ آپ نہا دھو کر ناشتہ کرنے کے بعد کرسی پر بیٹھے ہیں سامنے میز پر آپ نے کاغذ یا کاپی رکھی ہے، پنسل یا بال پن یا قلم اور روشنائی بھی موجود ہے، میز پر صاف ستھرا میز پوش بچھا ہے اور اس کے ایک کنارے گھڑی یا ٹائم پیس رکھی ہوئی ہے۔

آپ کا یہ گھر کسی نہ کسی محلے یا بستی میں ہے آپ اور ہم کسی نہ کسی بستی یا محلے میں رہتے ہیں اور محلے اور پڑوس والوں سے ملتے جلتے ہیں ایک کا کام دوسرے سے پڑتا ہے معمولی معمولی باتوں کے لیے بھی ہم ایک دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں۔ آدمی آدمی کے کام آتا ہے اسی لیئے سبھی اپنی اپنی ضرورتوں کے لیے دوسرے انسانوں سے بات کرنے اور ان کی بات سننے اور اپنی

بات کہنے کے لیے مجبور رہیں۔

بازار جائیے تو دکان دار کو بتانا پڑے گا کہ آپ کو کون سی چیز چاہیے گھر آئیے تو ماں باپ، بھائی بہن، بیوی بچے، شوہر سے بات کرنی پڑے گی۔ پانی مانگنا ہو یا کھانا کھانا ہو سبھی کے لیے انسان زبان کا محتاج ہے۔ اسی کے ذریعے آدمی اپنی بات دوسروں تک پہنچاتا ہے اور دوسروں کی بات سمجھتا ہے اس لحاظ سے زبان انسانوں کے درمیان رابطے کا لازمی ذریعہ ہے۔

۱-۲-۱ لکھاوٹ

رابطہ دو قسم کا ہوتا ہے یا تو جس آدمی سے آپ بات کر رہے ہیں وہ آپ کے سامنے ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں صرف باتیں کرنا کافی ہوتا ہے۔ مگر یہ بھی ہوتا ہے کہ جس سے آپ کو کچھ کہنا ہے وہ آپ کے سامنے نہیں ہے دور ہے شہر یا ملک کے باہر ہے اس صورت میں آپ خط لکھتے ہیں اور وہ باتیں جو آپ زبان سے کہتے قلم کے ذریعے لکھ کر اس تک پہنچاتے ہیں۔ یہ زبان کی تحریری شکل ہے اور اسی کے لیے لکھاوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ آپ کے گھر میں یا پڑوس میں ٹیلی فون کی گھنٹی بجی، دو آدمیوں نے ایک دوسرے سے بات کی، ٹیلی ویژن پر خبریں سنانے والے نے خبریں سنائیں یا ناٹک پیش کرنے والے ایکٹرا ور ایکٹرلیس نے آپس میں بات کی ان سب میں زبان کا استعمال تو ہوا مگر لکھاوٹ کی ضرورت نہیں پڑی۔

مگر لیجیے آپ کے دروازے کے نیچے سے کسی اخبار والے نے آج کا اخبار کھسکایا۔ وہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، معلوم ہوا ڈاکیہ آپ کے دوستوں اور رشتے داروں کے خط لایا ہے۔ اخبار اور خط کے ذریعے جو باتیں ہوئیں وہ سب لکھاوٹ کے ذریعے ہوئیں اور اس کے لیے رسم خط کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ بھی طے کرنا ہوتا ہے کہ کسی زبان میں کسی لفظ کو لکھنے کا طریقہ کیا ہوگا اسے املا کہتے ہیں۔

۱-۲-۲ لفظوں کا خزانہ

اگر ایک جملے میں اردو زبان کی پہچان بیان کرنی ہو تو کہا جا سکتا

ہے کہ یہ قواعد کے حساب سے کھڑی بولی اور لکھاوٹ کے لحاظ سے ہندوستان کی آوازوں اور وسط اور مغربی ایشیا کے رسم خط میں لکھی جانے والی زبان ہے جو آزادی سے ہندوستانی زبانوں کے علاوہ فارسی، عربی، ترکی، انگریزی، پرتگالی، سبھی زبانوں کے لفظوں کو لے لیتی ہے اور انہیں اپنے مزاج، اپنی آوازوں اور اپنے مطلب کے مطابق ڈھال لیتی ہے۔

جب مختلف زبان اور مختلف تہذیبوں والے لوگ آپس میں ملتے جلتے ہیں تو لفظوں کا بھی لین دین ہوتا ہے اور یہ لفظ ہر زبان اپنے مزاج کے مطابق اپناتی ہے۔ اب ذرا اس عبارت کو پڑھیں جو اس اکائی کے شروع میں دی گئی ہے۔

"صبح کا وقت ہے۔ دھوپ کھلی ہوئی ہے۔ موسم نہ زیادہ گرم ہے نہ زیادہ ٹھنڈا۔ آپ نہا دھو کر ناشتہ کرنے کے بعد کرسی پر بیٹھے ہیں سامنے میز پر آپ نے کاغذ یا کاپی رکھی ہے پنسل یا بال پن یا قلم اور روشنائی بھی موجود ہے۔ میز پر صاف ستھرا میز پوش بچھا ہے اور اس کے ایک کنارے گھڑی یا ٹائم پیس رکھی ہوئی ہے۔"

جن لفظوں کے نیچے ایک لکیر کھینچی ہوئی ہے وہ عربی کے ہیں مگر قریب قریب سبھی کے بولنے کا انداز اور معنی مطلب سب کچھ بدل گئے ہیں؛ گرم ناشتہ، روشنائی، کنارے، یہ سب لفظ فارسی کے ہیں۔ میز، کرسی، پرتگالی لفظ ہیں۔ کاپی، پنسل، بال پین، ٹائم پیس انگریزی کے لفظ ہیں۔ میز پرتگالی سے لے کر اس پر پوش بڑھا کر فارسی طریقے کے مطابق "میز پوش" لفظ بنایا گیا ہے باقی لفظ ہندوستانی زبانوں کے ہیں۔

ان سب لفظوں میں آپ کو دو قسم کے لفظ ملیں گے۔ ایک ایسے جو دوسری زبانوں سے جوں کے توں لے لیے گئے ہیں اور ان میں کوئی بڑی تبدیلی نہیں کی گئی ہے مثلاً پنسل انگریزی سے یا قلم عربی سے جوں کے توں لے لیے گئے ہیں۔

ایسے لفظوں کو تت سم کہتے ہیں۔

دوسرے ایسے لفظ ہیں جو دوسری زبانوں سے لیے تو گئے ہیں مگر ان میں تبدیلی کر لی گئی ہے اور بولنے والوں نے انہیں اپنے مزاج کے مطابق بدل لیا ہے کبھی ان کو بولنے کا طریقہ بدل دیا گیا ہے مثلاً موسِم کو موسَم کر لیا اور اس کے معنی بھی بدل دیے۔ روشنائی فارسی میں روشنی کے معنی میں استعمال ہوتی ہے مگر اسے قلم سے لکھی جانے والی کالے یا نیلے یا لال، یا ہرے رنگ کی چیز کو کہتے ہیں جس سے کاغذ پر لکھا یا چھاپا جاتا ہے۔ ایسے لفظوں کو جو تبدیلی کے بعد اختیار کیے جاتے ہیں تدبھو کہتے ہیں۔

اسی طرح زبانوں میں لفظوں کا لین دین برابر جاری رہتا ہے زندگی آگے بڑھتی ہے تو نت نئی چیزیں، نئی نئی ایجادیں سامنے آتی رہتی ہیں، نئے نئے کام ہوتے رہتے ہیں اور نت نئے کارنامے انجام پاتے رہتے ہیں ان کے ساتھ ساتھ نئے لفظ اور زبان کے نئے ذخیرے سامنے آتے رہتے ہیں اور زبان میں تبدیلیاں بھی ہوتی رہتی ہیں۔

اس طرح ہر زبان کے پاس لفظوں کا ایک خاص ذخیرہ ہوتا ہے اس ذخیرے میں تین قسم کے لفظ ہوتے ہیں:

- وہ لفظ جو اس زبان کے بنیادی ڈھانچے سے تعلق رکھتے ہیں۔
- وہ لفظ جو اس نے دوسری زبانوں سے جوں کے توں لے لیے ہیں۔ ——— (تت سم) اور
- وہ لفظ جو اس نے دوسری زبانوں سے تھوڑا بہت بدل کر اختیار کر لیے ہیں ——— (تدبھو)

۳-۲-۱ قواعد یا گرامر

زبان کی تیسری پہچان ہوتی ہے ان کی قواعد یا گرامر۔

لفظ جب بولے یا لکھے جاتے ہیں تو اکثر مِلا جُلا کر بولے جاتے ہیں اور ان سے مطلب اسی وقت نکلتا ہے جب الگ الگ لفظ مل کر جملہ بن جائیں یا کسی ایک بات کو واقعے یا بیان کو ادا کر سکیں یہی قواعد یا گرامر ہے۔ ہر زبان کی گرامر یا قواعد کا ڈھانچہ دوسری زبانوں سے الگ ہوتا ہے اسی لیے ایسی زبانیں بھی جو ایک ہی سے لفظ استعمال کرتی ہیں اپنی قواعد یا گرامر

کے ڈھانچے کی وجہ سے الگ الگ پہچانی جاتی ہیں۔ مثلاً انگریزی کے ایک ہی قسم کے لفظ اگر مراٹھی اور بنگلہ زبانوں کے کسی ایک جملے میں برتے جائیں تو بھی وہ الگ الگ زبانوں ہی کے جملے سمجھے جائیں گے کیوں کہ مراٹھی اور بنگلہ کے جملوں کی بناوٹ الگ الگ ہے۔ اس بناوٹ کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں ایک ایسے لفظ جو کسی چیز کا نام ہیں (اسم) دوسرے وہ جو کسی کام کے کرنے یا ہونے کو بیان کرتے ہیں (فعل)

اپنا امتحان خود لیجیے I

نیچے ایک چارٹ دیا جا رہا ہے، خالی جگہوں کو مناسب معلومات سے پُر کیجیے۔ اپنے جوابات کا آخر میں دیے ہوئے چارٹ سے مقابلہ کریں:

	بنیادی شکلیں		بنیادی ← → عناصر						
			لکھاوٹ		الفاظ			قواعد	
	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۳	۱	۲
زبان									
	بول چال	تحریری	رسم خط	اِملا	بنیادی	تت سم	تدبھو	اسم	فعل

اس صفحے تک پہنچتے پہنچتے آپ ضرور تھک گئے ہوں گے اگر ابھی تک آپ پوری توجہ سے ہماری بات کو سمجھتے رہے ہیں تو آپ کو تھوڑی دیر کا وقفہ ضرور چاہیے آرام کر لیجیے اور اگر آپ چائے یا کافی پسند کرتے ہیں تو ایک پیالی چائے یا کافی پی لیجیے۔

اور جب آپ کافی یا چائے پی رہے ہوں تو ذرا اپنی یاد داشت کو بھی تازہ کرتے رہیں۔

زبان انسانوں کے درمیان رابطے کا ذریعہ ہے۔

اس رابطے کی دو شکلیں ہوتی ہیں: زبانی بات چیت یا تحریری شکل

تحریری شکل لکھاوٹ کہلاتی ہے اور ہر لکھاوٹ کے لیے رسم خط ضروری ہے اور ہر لفظ کے لکھے جانے کا طریقہ یعنی اِملا طے ہونا لازمی ہے یعنی کس لفظ کو کس طرح لکھا جائے گا اس کے اصول طے ہوتے ہیں۔

ہر زبان کا اپنا ذخیرۂ الفاظ ہوتا ہے اور اس ذخیرے میں تین قسم کے لفظ ہوتے ہیں:

کسی زبان کا بنیادی ذخیرہ

دوسری زبانوں سے جوں کے توں لیے ہوئے لفظ (تت سم)

دوسری زبانوں سے تبدیلی کے ساتھ لیے ہوئے لفظ (تدبھو)

ہر زبان کے قواعد کا خاص ڈھانچہ ہوتا ہے اور قواعد کے دو بنیادی حصّے ہوتے ہیں:

وہ لفظ جو کسی کا نام ہوتے ہیں (اسم)

وہ لفظ جو کسی کام کے کرنے یا ہونے کو ظاہر کرتے ہیں (فعل)

اگر نقشے کے ذریعے بات کہی جائے تو کچھ اس طرح ہوگی:

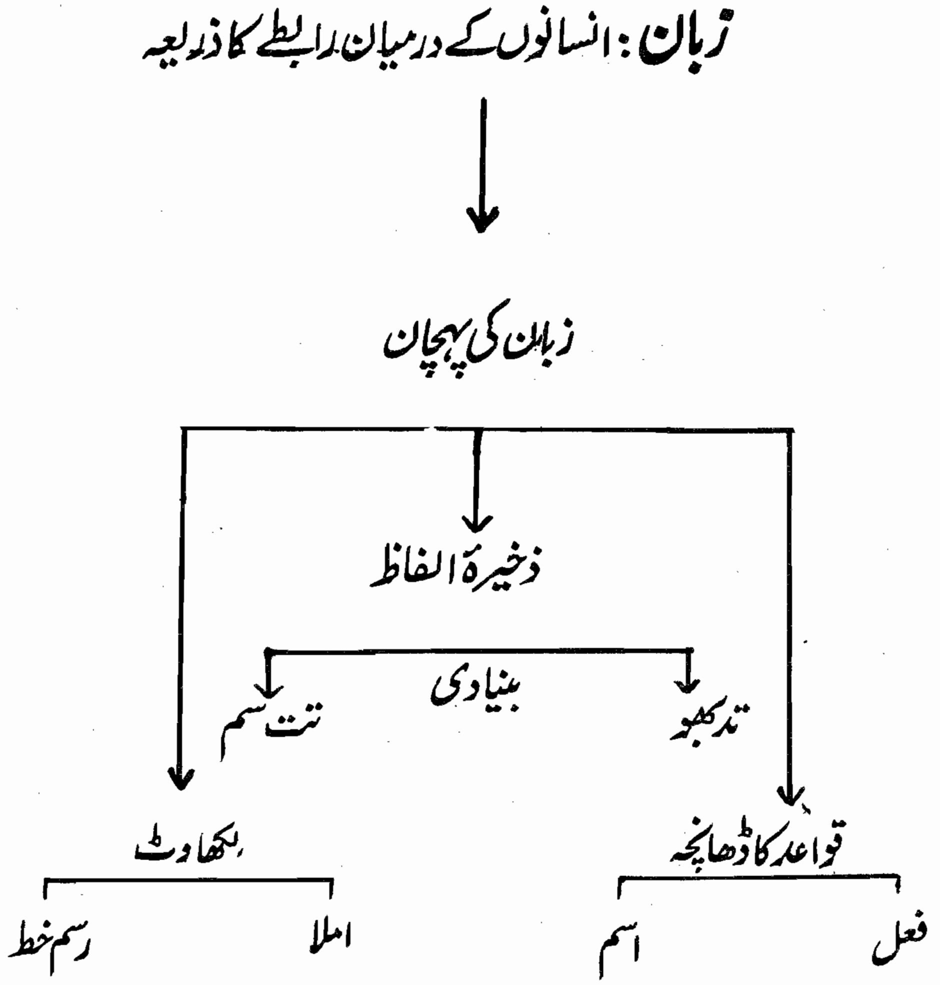

۱-۳ اردو زبان کیا ہے؟

ہندوستان کی سرحدیں جیسی آج ہیں ہمیشہ ایسی نہ تھیں۔ اشوک کے زمانے سے انگریزوں کے آنے تک اس کی سرحدیں افغانستان تک پھیلی ہوئی تھیں اور مغربی اور وسطی ایشیا کے راستوں سے ہندوستان کی چیزیں یورپ تک پہنچتی تھیں۔ اس زمانے میں ویزا اور پاسپورٹ تو تھے نہیں تاجر اور سوداگر، صوفی سنت بھی اِدھر سے اُدھر آتے جاتے رہتے تھے وسطی اور مغربی ایشیا سے آنے والے سوداگروں اور صوفی سنتوں کی تعداد زیادہ تھی جب محمود غزنوی کے بعد فتح کا سلسلہ شروع ہوا تو سپاہی اور سرکاری افسر بھی بڑی تعداد میں آکر بس گئے۔ غرض اس طرح مختلف تہذیبوں سے تعلق رکھنے والے اور الگ الگ زبانیں بولنے والے آپس میں مِلے اور ہندوستان ہی میں مل جل کر رہنے لگے۔

اس زمانے میں یعنی بارہویں اور تیرھویں صدی میں عربی اور فارسی زبانیں پوری دنیا میں تہذیب اور تمدن کی زبانیں سمجھی جاتی تھیں جب ان زبانوں کے بولنے والے بڑی تعداد میں یہاں آکر بس گئے تو ان کے اثر سے ایک مِلواں زبان پیدا ہوئی جس کی قواعد یا گرامر کی بنیاد تو ہندوستانی تھی مگر اس نے لفظ اور ادبی مزاج کھل کر فارسی اور تھوڑا بہت عربی سے لیا تھا گویا اس زمانے کے بین الاقوامی یا عالمی اثرات کو قبول کیا تھا۔

یہی زبان پہلے ہندوی پھر ریختہ پھر اردو کہلائی۔

ا-۳-ا لکھاوٹ یا رسم خط اور اِملا

اردو اپنی لکھاوٹ یا رسم خط سے صاف پہچانی جاتی ہے ہر حرف ایک آواز ہے اور اسی لیے جن زبانوں سے اردو نے اثر قبول کیا ہے ان کی خاص خاص آوازیں اور ان کو ظاہر کرنے والے حروف بھی لے لیے ہیں گو اِن کی اصل آوازوں کو اردو بولنے والوں نے اپنے مزاج کے مطابق ڈھال لیا ہے۔

اسی لیے آپ کو اردو میں بظاہر ملتی جُلتی آوازوں کے لئے ایک سے زیادہ حرف ملیں گے مگر ایسا اس لیے ہوا ہے کہ ان میں سے ایک اپنی اصل زبان کی کسی خاص آواز کو ظاہر کرنے کے لیے تھا جس آواز کو اردو والوں نے اپنے ڈھنگ سے بولنا شروع کر دیا اصل حرف تو رہ گیا مگر اس کی آواز بدل گئی۔

مثال کے طور پر 'ا' اور 'ع' اگر آپ نے کسی عرب کو 'ع' والا کوئی لفظ بولتے سُنا ہے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ وہ 'ع' کو حلق کی گہرائی کے ساتھ نکالتے ہیں اور اردو والوں نے اسے 'الف' کی طرح ادا کیا۔

قصہ مشہور ہے کہ ایک عربی داں مولوی صاحب شیرا لینے بازار گئے دکاندار سے انہوں نے پوچھا 'شیرا ہے یا نہیں'، مگر شیرا کے الف کو انہوں نے 'ع' کی طرح بہت کچھ کھینچ کر حلق سے ادا کیا۔

دُکان دار نے کہا "ہو گا تو سہی مگر اتنا گاڑھا نہیں ہے"۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ اردو نے رسم خط اپنے طور پر ڈھالا۔ فارسی اور عربی رسم خط میں اپنی ضرورت کی آوازیں ظاہر کرنے کے لیے حرف بڑھا لیے مثلاً ٹ، ڈ، ڑ وغیرہ آوازیں نہ فارسی میں ہیں نہ عربی میں یہ ہندوستانی آوازیں ہیں اور ان کے لے اردو رسم خط نے نئے حرف ڈھال لیے اسی لیے دو آوازوں کو ملا کر بھ، ٹھ، ڈھ بنا لیے گئے۔

اسی طرح اُردو رسم خط میں تین قسم کے حروف ملیں گے:

ایک وہ جو عربی اور فارسی رسم خط میں ہندوستانی آوازوں کو ظاہر کرنے کے لیے اضافہ کر لیے گئے ہیں مثلاً ٹ، ڈ وغیرہ۔

دوسرے وہ جو عربی یا فارسی کی آوازوں کو ظاہر کرتے تھے مگر اب ان کی آوازیں بدل کر ہندوستانی اردو کے لہجے میں ڈھالی گئی ہیں مثلاً ذ، ض، ع وغیرہ۔

تیسرے وہ جو عام آوازوں کو ظاہر کرتے ہیں مثلاً ا۔ ب وغیرہ۔

اب ایک آخری بات۔ اِملا کے بارے میں کر لیں۔

اِملا کسی زبان کے لکھے جانے کے طریقے کا نام ہے اردو کا عام قاعدہ یہ ہے کہ لفظ جہاں تک ہو سکے الگ الگ لکھے جائیں۔ پُرانے لوگ اس قاعدے کی زیادہ پابندی نہ کرتے تھے مثلاً وہ آئے گا کو "آئیگا" اور جائے گا کو "جائیگا" لکھتے تھے۔ فارسی میں اب بھی ایسے تمام لفظوں کو ملا کر لکھنے کا دستور ہے جن کے ٹکڑے کوئی الگ مطلب ادا نہ کرتے ہوں۔

اردو اِملا کی ایک اور خاص بات ہے ایسے لفظوں کو جو عربی یا فارسی سے لیے گئے ہیں ان کی اصلی آوازیں ظاہر کرنے والے حرفوں سے لکھنا مگر علم کو اردو والے اِلم بولتے ہیں لیکن یہ لفظ چونکہ عربی سے آیا ہے اس لیے اسے الف سے نہیں ع ہی سے لکھتے ہیں اسی طرح اور بھی بہت سے لفظ ہیں خود لفظ بھی چونکہ عربی سے اسی شکل میں آیا ہے اس لیے اسے 'لفز' نہیں، 'لفظ' ہی لکھتے ہیں جو اس کی اصل عربی شکل ہے۔

مشق I

۱۔ اردو رسم خط کے حروف نیچے دیے جا رہے ہیں ان میں ایسے حروف کون سے ہیں جن کی آوازیں یا جن سے ملتی جلتی آوازیں اسی رسم خط کے دوسرے حروف بھی ادا کرتے ہیں:

ا ب پ ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ڑ ز ژ س ش
ص ض ط ظ ع غ ف ق ک گ ل م ن و ہ ھ لا ء
ی ے

۲۔ اردو الفاظ کی تین بنیادی اقسام گنوائیے:

۳۔ اردو اِملا کی دو اہم خاص باتیں کیا ہیں؟ (۱) ----------
(۲)-----------

۴۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سے لفظوں کا املا درست ہے اور کن کا غلط؟

لفز	(لفظ)
اقل	(عقل)
عشق	(اشق)
تاجب	(تعجب)
تعریف	(تاریف)
تامیر	(تعمیر)
ہیران	(حیران)
اربی	(عربی)
مطلب	(متلب)
مضمون	(امزمون)
طرطیب	(ترتیب)

(جواب آخر میں درج ہیں اپنے جوابات ملائیے)

۳-۲-۱ لفظوں کا خزانہ

اب آپ اس سبق کے اس حصّے پر پہنچ گئے ہیں جو لفظوں کے بارے میں ہے :

ہم نے بات شروع کی تھی۔ ایک ایسی صبح کو جب دھوپ کھلی ہوئی تھی موسم نہ زیادہ گرم تھا نہ سرد۔ آپ نہا دھو کر ناشتہ کرنے کے بعد سبق پڑھنے کے لیے کرسی پر بیٹھے تھے سامنے کی میز پر آپ نے کاغذ یا کاپی رکھی تھی کہ کوئی بات لکھنے یا نوٹ کرنے کی ہو تو کاغذ اور کاپی ڈھونڈھنی نہ پڑے۔ پنسل یا بال پین، قلم اور روشنائی بھی موجود تھی۔ میز پر صاف ستھرا میز پوش بچھا تھا اور اس کے ایک کنارے گھڑی یا ٹائم پیس رکھی ہوئی تھی۔

مگر ان جملوں کو غور سے پڑھیے۔ آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ جملے مختلف زبانوں سے لیے ہوئے لفظوں کا خزانہ ہیں۔ اس کے لفظ سنسکرت یا مختلف ہندوستانی زبانوں کے ذریعے آئے ہیں۔ سبق کا لفظ عربی ہے، حصّہ عربی ہے، یہی حال لفظ کا ہے۔ بارہ فارسی ہے، پہنچ گئے ہیں یا میں اور ہے کے لفظ بھی ٹھیٹھ ہندوستانی زبانوں کے ہیں۔ اسی طرح گنتے جائیے آپ کو اندازہ ہوگا کہ بول چال کی زبان مختلف زبانوں سے بے جھجک لفظ لیتی جاتی ہے۔

اردو کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ وہ دوسری زبانوں سے لفظ لینے اور انہیں اپنانے میں بہت کھلے دل کی ہے جو لفظ جہاں کام کا نظر آیا لے لیا اس کے بڑھنے پھلنے پھولنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ اردو نے لفظ جوں کا توں بھی لیے ہیں یعنی تت سم شکل میں (اس کا ذکر ۲-۱ میں آچکا ہے) اور ان میں اپنی ضرورت اور مزاج کے مطابق تبدیلیاں بھی کی ہیں یعنی انہیں اپنا بھی لیا ہے اور اپنایا بھی ہے ایسے لفظ تدبھو کہے جاتے ہیں مثالیں آپ کے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں۔

تدبھو والی یہ بات اتنی عام ہے کہ اردو کو تدبھو والی زبان کہا جائے تو نامناسب نہ ہوگا۔ سنسکرت سے گھرت آیا اردو نے گھی

بنالیا، سنسکرت سے چکر کا لفظ آیا اردو نے اسے چکّر بنالیا، راتری آیا اردو میں آکر رات ہو گیا یہی حال فارسی اور عربی سے آنے والے لفظوں کا ہے جیسے موسِم سے موسم بن گیا، ترکی کے لفظ بیگُم سے بیگم بن گیا، انگریزی کے لفظ لینٹرن کا لالٹین اور رپورٹ کا رپٹ بن گیا۔

تدبھو لفظوں کی آوازیں اور ان کے ادا کرنے کا طریقہ ہی نہیں بدلا ان کے معنی مطلب بھی بدل گئے 'تماشا' لفظ عربی کا ہے وہاں اس کا مطلب ساتھ ساتھ چلنے کا تھا وہاں سے فارسی میں آیا تو دیکھنے کے معنوں میں استعمال ہونے لگا غالب نے بھی اپنے ایک شعر میں اسے انہیں معنوں میں استعمال کیا ہے۔

تماشا کر، اے محو آئینہ داری
تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں

یعنی آئینہ میں اپنی شکل و صورت دیکھنے والے ذرا ہماری طرف بھی دیکھ کہ ہم تجھے کس تمنا سے دیکھ رہے ہیں اردو میں یہ لفظ آیا تو اس کے معنی کھیل کود کے ہو گئے کھیل تماشا۔

آئیے ایک بار اوپر کے جملوں پر پھر ایک نظر ڈالیں ان میں ایسے لفظوں پر نشان لگا دیے گئے ہیں جو دوسری زبانوں سے آئے ہیں مثال کے طور پر:

عربی سے : صبح، شروع، قلم، سبق، لفظ
فارسی سے : روشنائی
پرتگالی سے : میز
انگریزی سے : ٹائم پیس، کاپی، پنسل، بال پین

ان میں آپ کو مرکب لفظ بھی ملیں گے جیسے میز پوش۔ اب میز پرتگالی سے آیا ہے اور 'پوش' لگا کر نئے لفظ بنانے کا طریقہ فارسی سے آیا ہے۔ اردو نے ان دونوں کو ملا کر نیا لفظ میز پوش بنالیا یعنی میز کو ڈھکنے والا کپڑا۔

نئے لفظ بنانے کا ایک اور طریقہ بھی اپنایا گیا جو تھا دو لفظوں

کو ایک علامت یعنی اضافت کے ذریعے جوڑنے کا طریقہ جیسے دریا کے کنارے کہنے کے بجائے کنارِ دریا لکھنا یا گلاب کی خوشبو کے بجائے بوئے گل کہنا، اس قسم کے لفظ عام طور پر فارسی ہی سے بنائے گئے مگر غیر فارسی اور فارسی لفظوں کے بیچ اضافت بڑھا کر نئے لفظ بول چال میں بہت ہیں جیسے لبِ سڑک یعنی سڑک کے کنارے۔

نئے لفظ بنانے اور ان سے مرکب تیار کرنے کے کئی طریقے آپ آگے سیکھیں گے۔ یہاں اردو کی یہ پہچان کافی ہے کہ اس کے الفاظ کے ذخیرے میں بنیادی لفظوں اور تت سم اور تدبھو لفظوں کے علاوہ نئے لفظ ڈھالنے اور ملواں لفظ بنانے کی بھی گنجائش ہے۔

اپنا امتحان خود لیجیے II

(۱) ۔ تت سم کسے کہتے ہیں؟

(الف) اس لفظ کو جو کسی زبان سے جوں کا توں لے لیا جائے۔
یا (ب) اس لفظ کو جو کسی دوسری زبان سے لیا جاتے اور اس میں تبدیلیاں کر لی جائیں۔

(۲) تدبھو کسے کہتے ہیں؟

(الف) کسی دوسری زبان سے جوں کا توں لیا ہوا لفظ۔
یا (ب) کسی دوسری زبان سے تبدیلیوں کے ساتھ اختیار کیا ہوا لفظ۔

(۳) اضافت کسے کہتے ہیں؟ ....

(۴) نیچے دیے ہوئے لفظوں کو اضافت کے ذریعے جوڑیئے:
دل کا درد، محفل کا چراغ، ایمان کا نور، ہند کی خاک، شب کی ظلمت

(۵) نیچے دیے ہوئے جملوں میں جو بات کہی گئی ہے کیا اسے کسی دوسرے ڈھنگ سے بھی کہا جا سکتا ہے۔ اپنے طور پر لکھیے:
صبح ہو گئی، دھوپ کھلی ہوئی ہے، موسم نہ زیادہ گرم ہے نہ سرد، رات

کی ظلمت کافور ہو چکی ہے۔ (جواب آخر میں دیے گئے)

۱-۳-۳ قواعد یا گرامر

اردو زبان کی ایک اور پہچان اس کی قواعد یا گرامر سے ہوتی ہے "یہ آتا ہے، جاتا ہے" والی زبان ہے اس کے جملوں میں عام طور پر پہلے فاعل پھر مفعول اور پھر فعل ہوتا ہے اور فعل اکثر صورتوں میں ایک لفظ سے زیادہ ہوتا ہے یعنی مرکب ہوتا ہے۔ یہ سب باتیں آگے کی اکائیوں میں آئیں گی یہاں ہم ان پر صرف اردو زبان کی پہچان کے طور پر غور کریں گے:

ہر جملے کے تین ٹکڑے ہوتے ہیں:

- جس میں کسی کام کے ہونے یا کرنے کا بیان کیا جاتا ہے اسے فعل کہتے ہیں جیسے حامد کتاب پڑھ رہا ہے میں "پڑھ رہا ہے" کے الفاظ
- جس میں کسی کام کرنے والے کا ذکر ہوتا ہے اسے فاعل کہتے ہیں۔ جیسے "حامد"
- جس میں کسی ایسے کا ذکر ہوتا ہے جس پر اس کام کا اثر پڑتا ہے اسے مفعول کہتے ہیں۔ جیسے کتاب۔

اُردو کے جملوں کی عام طور پر یہی ترتیب ہوتی ہے، پہلے فاعل پھر مفعول اور آخر میں فعل۔

اب ایک بار پھر ان جملوں کو دیکھیے جن سے ہم نے بات شروع کی تھی:

صبح ہو گئی ہے، دھوپ کھلی ہوئی ہے، موسم نہ زیادہ گرم ہے نہ زیادہ سرد۔ آپ نہا دھو کر ناشتہ کر کے سبق پڑھنے کے لیے کرسی پر بیٹھے ہیں سامنے کی میز پر آپ نے کاغذ یا کاپی رکھ لی ہے۔

ان میں سے اکثر جملوں کی آپ کو یہی ترتیب نظر آئے گی۔ کچھ جملے ایسے بھی ملیں گے جن میں فعل اور فاعل تو ہیں مفعول نہیں ہے جیسے موسم نہ زیادہ گرم ہے نہ زیادہ سرد۔

اب دوسری پہچان کی طرف آئیے۔ فعل بھی کئی طریقے کے ہوتے ہیں۔

اور فعل کے کرنے والے یا فعل کا اثر لینے والے بھی کئی طرح کے ہوتے ہیں۔

جہاں تک فعل کا تعلق ہے یہ زمانے سے خالی نہیں ہوتا۔ یعنی یہ بتاتا ہے کہ کام ہو چکا ہے، ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے یعنی اس کا تعلق گزرے ہوئے زمانے (ماضی) سے ہے یا موجودہ زمانے (حال) سے یا آنے والے زمانے (مستقبل) سے۔ پھر ان زمانوں کی بھی اپنی اپنی قسمیں ہیں۔ ان کا ذکر یہاں ضروری نہیں ہے۔ زمانے کی ان تینوں حالتوں کو اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ حامد کتاب پڑھتا تھا یا پڑھ رہا تھا یا حامد نے کتاب پڑھی تھی۔

زمانۂ ماضی ہے

حامد کتاب پڑھتا ہے یا پڑھ رہا ہے۔ — زمانۂ حال ہے

اور حامد کتاب پڑھے گا۔ — زمانۂ مستقبل ہے

اسی طرح فاعل اور مفعول کی بھی درجہ بندی کی جاتی ہے۔ یہ فاعل اور مفعول چاہے جان دار ہو یا بے جان، اردو میں لازمی طور پر یا تو مذکر ہوں گے یا مونث، اور اردو میں مرد ہو یا عورت کم سے کم گرامر میں دونوں کو برابر کا درجہ حاصل ہے۔ یعنی اگر فاعل مذکر ہوگا تو فعل بھی مذکر ہی استعمال کیا جائے گا۔ اگر فاعل مونث ہوگا تو فعل بھی مونث ہی ہوگا:

حامد کتاب پڑھ رہا ہے۔

اور حامدہ کتاب پڑھ رہی ہے۔

کا فرق ظاہر ہے۔ اس طرح فاعل یا واحد ہوگا یا جمع، یعنی کام کرنے والا یا تو ایک ہوگا یا ہوگی یا پھر کتنی ہوں گے یا ہوں گی اس صورت میں فعل بھی واحد ہوگا یا جمع مثلاً:

لڑکا کتاب پڑھ رہا ہے

لڑکے کتاب پڑھ رہے ہیں

اسی طرح

لڑکی کتاب پڑھ رہی ہے

لڑکیاں کتاب پڑھ رہی ہیں

یہاں آپ کو قواعد یا گرامر پڑھانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے، لیکن جب تک آپ زبان کی بناوٹ کی بنیادی باتیں نہ سمجھ لیں اس وقت تک اس کی

پہچان نہیں ہو سکتی اور آپ اسے لکھتے وقت ہچکچائیں گے۔ یہاں اسی لیے گرامر کی کچھ باتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب بھی آپ کوئی جملہ لکھنے لگیں تو دھیان رکھیں کہ فاعل، مفعول اور فعل کی ترتیب ٹھیک ہو اور اس جملے میں جو فعل آیا ہو وہ واحد، جمع اور مذکر مونث کے قاعدے کے مطابق ٹھیک ہو۔

ایک تماشا یہ ہے کہ زندگی میں تو ہم ہر جان دار کے جوڑے کو تھوڑا بہت پہچان لیتے ہیں مثلاً ہاتھی مذکر ہے اور ہتھنی مونث، مگر اُردو میں تو ہر بے جان چیز بھی یا مرد ہوتی ہے یا عورت۔ مثلاً کتاب، قلم، کاغذ، دوات۔ اور اس کا کوئی پکا اصول نہیں۔ اسی وجہ سے اسے سیکھنا مشکل ہے۔ یہ تو ایسی بات ہے جو اردو زبان کے ساتھ ساتھ ہی آپ خود سیکھتے جائیں گے۔

واحد جمع کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ مگر اس معاملے میں کچھ اصول ہیں اردو نے چونکہ سنسکرت، پراکرت وغیرہ کے ساتھ ساتھ فارسی، عربی اور انگریزی سے بھی لفظ لیے ہیں اس لیے واحد سے جمع بنانے کے قاعدے بھی کئی اختیار کر لیے ہیں۔ ایک تو سیدھا سادہ ہندوستانی قاعدہ ہے کہ ی ں (یں) یا 'ئے'، یا 'یاں' لگا کر جمع بنا لی، جیسے بچہ سے بچے یا بچی سے بچیاں۔

دوسرا قاعدہ عربی کا ہے کہ لفظ کے بیچ میں اور کبھی کبھی لفظ کے شروع اور بیچ دونوں میں الف بڑھا دیا اور جمع بنا لی۔

جیسے عالم سے علماء
یا شجر سے اشجار

تیسرا قاعدہ فارسی کا ہے کہ 'ات' لگا کر جمع بنا لی جیسے زیور سے زیورات۔

ان قاعدوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اُردو زبان نے اپنا چراغ سنسکرت اور ہندوستان کی قدیم اور جدید زبانوں ہی سے نہیں فارسی، عربی، ترکی اور انگریزی سے بھی روشن کیا ہے اور بے جھجک ان سب زبانوں سے اور بہت سی دوسری زبانوں سے اثر قبول کیا ہے۔ یہاں گلشن گلشن کے پھول ہیں، رنگ جدا جدا، خوشبو الگ الگ مگر انہیں ملا کر گلدستہ بنا لیا ہے۔ اُردو

زبان کے قواعد کے ڈھانچے نے۔ یہی اُردو کا مزاج ہے، یہی اُردو کی پہچان ہے اس کے لیے کوئی غیر نہیں سب اپنے ہیں، وہ سب کو اپنا تی ہے مگر اس عمل میں ہر لفظ کو اپنے مزاج اور اپنے سانچے کے مطابق ڈھالتی جاتی ہے۔ زبردستی سے نہیں پیار سے، جبر سے نہیں ضرورت سے۔ اس کی ساری مٹھاس اسی رنگا رنگی اور تراش خراش سے ہے۔ وہ لفظ کے آسانی سے بولے جانے پر زور دیتی ہے اور اسی کے مطابق اس میں تبدیلی کر لیتی ہے۔ آدھی آوازیں نکالنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے پوری آوازوں کو اختیار کر لیتی ہے۔ راتری کو رات اور چکر کو چکّر بنا لیتی ہے اور پھر ان لفظوں پر چلن کی مہر لگا دیتی ہے کہ اس کے اپنے ہو گئے چاہے ان کی اصل باہر کی ہو مگر اب وہ اُردو کے اپنے خزانے کا حصّہ ہو گئے اور ان پر اُردو کے قاعدے چلنے لگے یہی اُردو ہے جس کے لیے داغ نے کہا تھا:

۱-۴ اُردو زبان کی ادبی روایت

ہر زبان صرف لفظوں کا ذخیرہ نہیں ہوتی نہ صرف گرامر اور قواعد کا نام ہے نہ صرف لکھاوٹ ہے۔ اس کا اپنا ادب بھی ہوتا ہے۔ اس کی کہانیاں قصّے، گیت اور شاعری، ڈرامے اور ناٹک سبھی ہوتے ہیں اور ان کی اپنی فضا ہوتی ہے، اپنی روایت ہوتی ہے اور اس زبان کا تعلق مختلف تہذیبوں کی روایتوں سے ہوتا ہے۔

اردو نے اپنا تعلق ہندوستان اور ہندوستان کے باہر کی بین الاقوامی روایتوں سے قائم رکھا ہے اسی لیے اس ملواں زبان پر دونوں قسم کے اعتراض کیے جاتے ہیں۔ کچھ لوگ اسے صرف ہندوستان کی ایسی زبان کی حیثیت سے جانتے ہیں جس کی روایت رسم خط اور لفظوں کا ذخیرہ ہندوستان کی جدید زبانوں سے الگ تھلگ نہ سہی تو بھی مختلف ضرور ہے۔ بعض لوگ اسے غیر ملکی زبان قرار دیتے ہیں جس کا ہندوستان سے بہت کم تعلق ہے۔ دراصل یہ دونوں قسم کے لوگ آج کے ہندوستان کی سرحدوں ہی کو

ہندوستان سمجھتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ ہندوستان کی موجودہ سرحدیں چالیس سال سے زیادہ پرانی نہیں ہیں اور اردو کی عمر اس سے کہیں زیادہ یعنی کم سے کم ۷۰۰/۸۰۰ سال ہے اور سات سو، آٹھ سو سال پہلے ہندوستان کی سرحدیں افغانستان اور ایران تک اور آج کے سوویت روس کے جنوبی علاقوں یعنی وسط ایشیا تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اور انہی سرحدوں میں اُردو پیدا ہوئی اور انہی دائروں کی زبانوں سے اس نے اثر قبول کیا۔

سچائی یہ ہے کہ اردو قواعد اور گرامر کے اعتبار سے ٹھیٹھ ہندوستانی زبان ہے۔ مگر اس نے ادبی روایات کا رشتہ فارسی، عربی، ترکی اور دیگر زبانوں کے ادب سے بھی قائم کیا ہے اور ان سے فیض اٹھایا ہے لیکن اس فیض کو بھی اس طرح اپنے میں رچا بسا لیا ہے کہ ہندوستان کی تہذیب اور زبانوں میں پھیلی ہوئی جڑیں ان اثرات سے اور مضبوط ہوئی ہیں۔

مثال کے طور پر اردو نے غزل کو اپنایا۔ یہ شاعری کی وہ قسم ہے جس میں دو مصرعوں یا ٹکڑوں میں پوری بات کہہ دی جاتی ہے اور اس کی اپنی علامتیں ہوتی ہیں جن سے بہت کچھ مراد لیا جاسکتا ہے۔ کہنے کو تو ذکر شراب اور ساقی کا ہوتا ہے مگر شراب اور ساقی سے سیاسی صورتِ حال بھی مراد لی جاسکتی ہے اور اخلاقی مضامین بھی باندھے جاسکتے ہیں۔ غزل اردو میں فارسی سے آئی، فارسی نے اسے عربی سے لیا تھا مگر اردو نے اس میں جو مضامین باندھے اور جو باتیں بیان کیں وہ ہندوستانی زندگی سے متعلق تھیں یہی انداز دوسری چیزوں کا بھی ہے۔

۱-۵ خلاصۂ بحث

ہم نے اس اکائی میں زبان کے کئی رُخ دیکھے۔ زبان کی پہچان کے تین بنیادی طریقے جاننے پہچاننے۔ ایک طریقہ رسم خط اور املا یعنی لکھاوٹ کا ہے۔ دوسرا طریقہ الفاظ کے خزانے کا ہے اور تیسرا طریقہ جو شاید پہلے دونوں طریقوں سے زیادہ اہم ہے قواعد یا گرامر کا ہے جو ہر زبان کے لیے بنیادی ڈھانچے کا کام کرتا ہے اور زبان کی پہچان بن جاتا ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ زبان کا تعلق ادب سے بھی ہے اور ہر زبان اپنی ادبی فضا رکھتی ہے اسی ادبی فضا سے روایت بنتی ہے اور زبان کے تہذیبی رشتے سامنے آتے ہیں۔

اس کے بعد ہم نے اردو زبان کا جائزہ لیا، اس کی لکھاوٹ کی خاص خاص باتوں پر غور کیا، اس کے الفاظ کے خزانے میں جس جس قسم کے الفاظ ہیں انہیں پہچاننے کی کوشش کی پھر اس کی قواعد یا گرامری ڈھانچے کی موٹی موٹی باتیں سمجھ لیں اور آخر میں اس کی ادبی فضا اور روایت کی ایک جھلک دیکھی۔

اس سے یہ اندازہ ہوگا کہ اردو ایک ایسی رنگا رنگ تہذیب کا نشان ہے جس میں مختلف ہندوستانی اور وسط اور مغربی ایشیا کی زبانوں کا ملاپ ہوا ہے اور اس لحاظ سے وہ ہماری ملی جلی تہذیب کی نشانی بن گئی ہے جس کی جڑیں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اس اکائی کی مدد سے آپ اردو لکھیے اور اپنے خیالات کو اردو میں بیان کریں۔

مشق II

۱- اوپر دیے ہوئے سبق میں آپ نے یہ نئے لفظ سیکھے ہیں لغت میں ان کے معنی دیکھیے اور انہیں اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

فضا، روایت، تہذیب، مضمون، علامت، فیض، اخلاق۔

۲- اردو کے ادبی فضا کی دو اہم باتیں بیان کیجیے:

۳- مندرجہ ذیل جملے کے بارے میں اپنے خیالات پانچ جملوں میں لکھیے :
اردو ہماری ملواں تہذیب کی نشانی بن گئی ہے۔

____

____

____

____

____

مزید مطالعے کے لیے

جوابات
اپنا امتحان خود لیجے۔ I

چارٹ جوابات

		بنیادی شکلیں		بنیادی عناصر — لکھاوٹ		— الفاظ			قواعد	
		(۱)	(۲)	(۱)	(۲)	(۱)	(۲)	(۳)	(۱)	(۲)
زبان		بول چال	تحریری	رسم خط	املا	بنیادی	تت سم	تدبھو	اسم	فعل

مشق I

۱- ت ط - س ص، ث - ا اور ع - ہ، ح، ھ - ی، یے

۲- بنیادی ہندوستانی الفاظ - تت سم اور تدبھو -

۳- حروف کی آوازوں میں تبدیلی اور نئے حروف کا اضافہ

۴- لفظ - عقل، عشق، تعجب - تعریف، تعمیر - حیران - عربی، مطلب -

مضمون، تربیت

اپنا امتحان خود لیجیے II

۱ - (الف)

۲ - (ب)

۳ - وہ زیر جو کسی دو لفظوں کے درمیان کا، کی، کے کی جگہ آئے۔

۴ - دردِ دل، چراغِ محفل، نورِ ایمان، خاکِ ہند، ظلمتِ شب۔

۵ - مثلاً سویرا ہوا، سورج نکل آیا، موسم خوشگوار ہے، رات کا اندھیرا ختم ہوا۔

مشق II

۱ - یہ سوال آپ ہی کو حل کرنا ہے۔

۲ - وسط اور مغربی ایشیا کی زبانوں سے اثر لینا اور اسے ہندوستانی فضا میں ڈھالنا۔

۳ - یہ سوال بھی آپ ہی حل کریں گے۔ یہاں مقصد یہ ہے کہ آپ کو اپنی بات سیدھی سادی اردو میں لکھنے کا ڈھنگ کس حد تک آگیا ہے۔ چھوٹے چھوٹے جملے استعمال کیجیے۔

مزید مطالعے کے لیے

اُردو کیسے لکھیں : رشید حسن خاں

اُردو کی کہانی : احتشام حسین